خطاطی کی ایک مبارک روایت ـــــ حلیۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

* خالد یوسفی

فنِ خطاطی دُنیا بھر کے علمی اور فنی حلقوں میں ایک مقبول اور محبوب آرٹ ہے۔ عرب دُنیا ہو یا بلادِ اسلامیہ کے دوسرے ممالک، انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک ہر ملک میں اس فن کے ادارے موجود ہیں اور ذاتی سطح پر اس کو سیکھنے اور سکھانے کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔

خط کی پیدائش اور ارتقاء کی قدیم تاریخ سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کی تاریخی حیثیت کو ظہورِ اسلام کے زمانے سے شمار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں رائج خط ترقی یافتہ نہ تھا جب کہ مدینہ منورہ میں خط کی نسبتاً ترقی یافتہ شکل رائج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو نامہ ہائے مبارک دوسرے ممالک کے اہم فرمانرواؤں کو بھیجے گئے وہ اسی مدنی انداز کے رسم الخط میں لکھے گئے۔ یہ خط ذرا سی کوشش سے آج بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ اُس وقت تحریر کے حوالے سے اہم ترین فریضہ کتابتِ وحی کا تھا۔ کم وبیش چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کاتبانِ وحی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ نزولِ وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خوش خط صحابی کو بلوا لیتے اور نازل شدہ آیات کی کتابت کا حکم فرماتے اور ساتھ ہی ان آیات کے قرآن میں مقام کا تعین بھی فرما دیتے۔ یہاں یہ بات یقیناً اہل علم کی دلچسپی کا باعث ہوگی کہ ترکی میں مصحفِ عثمانی کو بعینہٖ چھاپنے کا اہتمام کر دیا گیا ہے۔ یعنی متنِ قرآنی کی وہ چار (یا سات) عدد معیاری نقول جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیرِ نگرانی تیار کی گئیں اس مطبوعہ نسخے میں (جو 2005ء میں شائع کیا گیا) اُسی رسم الخط کا عکس شائع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس کو پڑھنے کے لئے نسخے میں بھی ہر صفحہ پر متعلقہ عبارت دی گئی۔ شروع میں وہ تزئینی انداز بھی متعارف کرائے گئے ہیں جو اُس وقت نئی سورت کے لئے یا سجدہ، آیت کی علامت کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ اس نسخے میں ایک تو بہت بڑا سائز ہے اور وہ رنگین ہے۔ آپ گویا اُس مبارک دَور کی کاوش کو بطور اصل دیکھ لیتے ہیں۔ دوسرا نسخہ تقریباً ہمارے عام رسائل کے برابر ہے اور نسبتاً سادہ طباعت میں ہے۔

قرآنِ عالی شان کے فیضان سے مسلمانوں نے دو نئے فنون ایجاد کئے ـــــ ایک تو قرآن کو خوب سے خوب تر انداز اور معیار سے پڑھنا، دوسرے آیاتِ قرآنی کی کتابت میں بہتر سے بہتر معیار قائم کرنا۔ یوں تجوید و قراءت اور خطاطی باقاعدہ اور مستقل فنون کی حیثیت سے سامنے آئے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ خطاطی میں

---

* سینئر کیلیگرافسٹ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

بے حد وقیع اور متنوع انداز سے کام ہوا۔ مزید برآں تزئین کے طور پر نقاشی اور تذھیب کے استعمال نے قرآنی آیات کی خطاطی کو چار چاند لگا دیئے اور اہلِ فن نے ایسے ایسے مثالی فن پارے تخلیق کئے جو ایک طرف دل و نگاہ اور ذوق و شوق کو شاد کام کرتے ہیں تو دوسری طرف وحی کے الفاظ اور کلامِ ربانی کی تاثیر رُوح کی گہرائیوں میں اُتر جاتی ہے۔ بعد ازاں اسی جذبے اور معیار سے ترقی کا عمل جاری رہا اور فنِ خطاطی ایک مستقل اور نہایت پر اثر روایت کی شکل میں سامنے آیا۔ اب فرامینِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام، اقوالِ صحابہؓ، حکمت کی باتیں وغیرہ بھی اہلِ فن کے شاہپاروں میں دکھائی دینے لگیں۔

خطاطی کے ارتقاء پر ایک نظر اور ڈالتے چلیں۔ نامہ ہائے نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں خط کی جو شکل تھی اسی نے ترقی پا کر خطِ کوفی کا نام پایا۔ اس میں شروع میں نقطے نہیں لکھے جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ خطِ کوفی نے کچھ ارتقائی مراحل طے کئے اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ بن گیا لیکن بعد کے آنے والوں نے اس کی سجاوٹ میں کمال کرتے کرتے اس کو مغلق بنا کر رکھ دیا، یعنی اب اس کا پڑھنا آسان نہ تھا۔ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے ایک وزیر ابنِ مقلہ (م940ء) نے اپنی جدّت طراز افتادِ طبع سے چھ خط ایجاد کئے۔ مولانا جامی رحمہ اللہ کے الفاظ میں:

ے ابنِ مقلہ وضع کرد ایں شش خط از خطِ عرب
ثلث و رَیحان و محقق ، نسخ و توقیع و رقاع

خطِ نسخ ہی قرآنِ پاک کی کتابت کے لئے سب سے زیادہ استعمال ہوا۔ یہ خط پڑھنے میں آسان تھا اور اعراب کے تعین میں سہولت تھی اور نتیجتاً پڑھنے میں وضاحت پیدا ہو جاتی تھی، لہٰذا اس خط نے عملاً خطِ کوفی کو منسوخ کر دیا اور یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے۔ بعد میں ابن البواب (م1031ء) نے خطِ نسخ اور محقق و ریحان میں نکھار پیدا کیا۔ مستعصم باللہ کے کتابدار اور باکمال خطاط یاقوت مستعصمی (م1298ء) نے خطِ نسخ کو مزید بہتر شکل پر لکھنا شروع کیا۔ یاقوت اپنے وقت کے مثالی خطّاط ہوئے ہیں اور بعد میں آنے والوں نے زیادہ تر اُنہی کی پیروی کی لیکن ترکوں نے کمال مہارت کے ساتھ یاقوت کے خط میں نہایت حسین ترامیم کیں۔ ترک خطاطوں کے جدِ امجد استاد حمد اللہ اماسی (م1520ء) ہوئے ہیں ان کے فوراً بعد احمد قرہ حصاری (م1556ء) نے بھی خطِ نسخ میں بہت نام پایا اور دیگر خطوط میں بھی عمدہ معیار قائم کیا۔ ان کے بعد ترکی کے حافظ عثمان (1642ء-1698ء) خطِ نسخ کے حوالے سے انتہائی اہم شخصیت ہیں اور انہیں جدید نسخ نویسوں کا امام کہا جاتا ہے۔ وہ عثمانی سلطنت کے خلیفۂ وقت کے بھی اُستاد تھے۔ ان کے زمانے میں خطِ ثلث، محقق اور ریحان وغیرہ کی شکلیں بھی کافی واضح اور ترقی یافتہ بن چکی تھیں لہٰذا بعد میں آنے والوں نے اسی کو بنیاد بنا کر ارتقائی منازل طے کیں۔ سلطنتِ عثمانیہ نے اپنے عروج کے دَور میں بہت بڑے مسلم (اور غیر مسلم) علاقوں میں اپنے اثرات مرتب کئے، ثقافتی حوالے سے

فنِ خطاطی (اور متعلقہ فنون) سلاطین عثمانیہ کے خصوصی ذوق وشوق کا ایک مظہر تھا۔ ترکی کے استاد الاساتذہ مصطفیٰ راقم (1757ء۔1826ء) سے لے کر سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے اور ترکی میں عربی رسم الخط پر پابندی لگنے کے وقت باکمال خطاطوں کی ایک بہت بڑی تعداد (جو اپنے فن میں منتہی کا درجہ رکھتے تھے) ہو گذری تھی۔ خلافت کے خاتمے کے وقت آخری رئیس الخطاطین احمد کامل آفندی (1862ء۔1941ء) اور معروف خطاط عزیز الرفاعی (1871ء۔1934ء) نے مصر کا رُخ کیا۔

اُس وقت حکومتی سرپرستی سے محرومی کے بعد اس فن سے متعلق لوگوں پر مشکل وقت آیا۔ بعد کے آنے والوں میں سے اہم ترین ترک خطاط استاد حامد الآمدی (1891ء۔1982ء) ہوئے ہیں۔ انہیں بیسویں صدی کا سب سے بڑا خطاط قرار دیا گیا۔ حکمتِ ربّانی سے انہوں نے طویل عمر پائی۔ عسرت اور نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے گلستانِ خطاطی کی آب یاری نہایت ذوق وشوق اور توجہ سے کی۔ یہ انہی کا فیضان ہے کہ عالمِ اسلام اور یورپ میں عصرِ حاضر کے خطاط عثمانی دَور کے عظیم ورثے سے اپنا رشتہ جوڑنے میں کامیاب رہے ہیں۔

اب ہم خطاطی کی اس خصوصی روایت کی طرف آتے ہیں جو منفرد اور بہت مبارک ہے، یعنی حلیۂ شریف۔ اسے حلیۂ سعادت اور حلیۂ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات وخصوصیات کا تذکرہ ہے۔ اس میں زیادہ تر شمائلِ ترمذی میں مذکور ایک روایت کو کتابت کیا جاتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے بیان میں اور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں مثلاً حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم، اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے بھی بعض روایات کو خطاطوں نے کتابت کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور روایت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> ”حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ پست قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچ دار (گھنگریالے) تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سے پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سے گولائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں تھی (یعنی چہرۂ انور بالکل گول تھا نہ لمبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ

سفید سرخی مائل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز تھیں بدن کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) اور ایسے ہی دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر (معمولی سے زائد) بال نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو سینہ مبارک سمیت اِس طرف توجہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے والے تھے نبیوں کے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچّی زبان والے، سب سے زیادہ نرم زبان والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص یکا یک دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جو شخص پہچان کر میل جول کرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنالیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا (باجمال و باکمال) نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا"۔

انگریزی خواں حضرات کے لئے اسی روایت کا انگریزی ترجمہ پیش خدمت ہے:

As narrated by Hazrat Ali:

His height was not very short and was not very tall, he was of medium height. He had neither curly and nor short, nor straight and long hair, his hair was between curly and straight. He had a round face, clear white comlextion, large black eyes and long eyeless. He was large-boned and whide-shouldered. There was no hair on his chest from the middle to the abdomen. The palms of his his hands and soles of his feet were plump. When walked he walked in ease as inclined like descending a slope. When wanted to look to his right or left he used to rotate with his full body. The muhr-i-nubuvvet (the prophetic seal) was between his two shoulders. This was

the sign marking him as the last Prophet. He was the most generous hearted of men, the most straightforward, the most docile-tempered of them, and the most friendly of them. Those who saw him all of a sudden, got upset by his grandeur, but those who were present in his company, by knowing his superior qualifications, loved him more than any body and anything else. Any one who tried to make his superiorities and beauties known, would confess his insufficiency in praising him by stating "I haven't ever seen any one like him, ever before and after him........."
May Allah's grace and blessing be upon him.

اس روایت کو سب سے پہلے ایک خاص طرح سے ڈیزائن کر کے لکھنے والے خطّاط ترکیہ کے حافظ عثمان (1642ء-1698ء) ہی قرار دیے جاتے ہیں۔ ان کے تیار کردہ حلیۂ شریف کے سات نمونے دیکھنے میں آئے ہیں۔ ان سب میں ایک ہی ڈیزائن اختیار کیا گیا ہے یعنی درمیان میں ایک دائرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے مضمون، اُوپر خطِ محقق یا ثلث میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا گیا، دائرہ کے نیچے آیتِ مبارکہ ﴿وَما ارسلنک الا رحمة للعالمین﴾ اور آخر میں مستطیل جگہ میں حلیہ شریف کے مرکزی مضمون کا آخری حصہ لکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دائرہ کے اُوپر اور نیچے چار کونوں میں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی تحریر کیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد اسے تذھیب اور نقاشی سے مزیّن کیا گیا ہے۔

حافظ عثمان کی اس خوبصورت روایت کو بے حد پذیرائی حاصل ہوئی اور بعد کے آنے والوں نے بڑھ چڑھ کر اس روایت کی پیروی کی۔ یہ درحقیقت تصویر کشی کی جگہ حاصل کرنے والی روایت ہے۔ اسلام میں بت تراشی اور تصویر کشی کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی لہٰذا خطّاطوں اور رسّاموں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مُبارک کو جو مختلف روایات سے حاصل کیا، اس کو تصویر سے بڑھ کر خوبصورت بنا کر پیش کیا۔ حافظ عثمان ہی کے مرتبّہ ڈیزائن کو زیادہ تر خطّاطوں نے اختیار کیا۔ البتہ بعض نے خلفائے راشدین کی جگہ خانوادۂ علی رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم) کے ناموں کو اختیار کیا۔ بعض نمونے ایسے بھی ملے ہیں۔ جن میں چار بزرگ فرشتوں کے نام تحریر کیئے گئے ہیں یعنی حضرت جبرائیل، حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام۔ بعض نے ''لو لاک لو لاک لما خلقت الافلاک'' کے الفاظ کو بھی جلی طور پر لکھا ہے۔

حافظ عثمان کے بعد خطِ ثلث کو خصوصاً اور دیگر معروف رسوم الخط کو بہترین شکل دینے والے عہد ساز اور

رجحان ساز خطاط اُستاد مصطفیٰ راقم (1757ء۔1826ء) ہوئے ہیں۔ ان کی دیگر خدماتِ خطاطی چھوڑ کر صرف حلیہ شریف کی ترتیب میں ان کی جدّت طبع قابل غور ہے۔ زیرِ نظر شمارے کے انگریزی حصے کے سرورق پر ایک عکس دیا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے مرکزی طور پر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ والی روایت ہی تحریر کی ہے۔ اُوپر بسم اللہ اور نیچے آیتِ قرآنی ﴿ وما ارسلنک الا رحمة للعلمین ﴾ لکھی گئی ہے۔ اس میں دائرہ کی بجائے بیضوی شکل اختیار کی گئی ہے۔ چار کونوں پر بزرگ ملائکہ کے نام موجود ہیں۔ بیضوی شکل کے اطراف سے اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے باہر چہار اطراف میں دو پٹیاں ایک خفی اور اس کے باہر نسبتاً جلی خطِ ثلث میں اسماء اللہ الحسنٰی پر مشتمل ہیں۔ اوپر اور نیچے چار کونوں میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی جلوہ افروز ہیں۔ سب سے اوپر ایک طغرا متعاکس خط ثلث میں بنایا گیا ہے۔ جس میں غالباً یا کریم، یا مغنی، یا ودود کے الفاظ تحریر کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس تذھیب کاری، رنگوں کا امتزاج اور نقاشی کے کمال کا مظاہرہ الگ سے اپنی بہار دکھلاتا ہے۔ اس طریقہ پر بعد میں آنے والے مشہور خطاط عبدالعزیز الرفاعی (1871ء۔1934ء) نے کم از کم دو مرتبہ اسی حلیۂ سعادت کو لکھا ہے۔

اُردو حصے والے سرورق پر جس حلیۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرکزی مضمون کو تبرکاً شامل اشاعت کیا گیا ہے، اس میں وہی مشہور روایت تحریر شدہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ مشہور ترک خطّاط مصطفیٰ عزت کے قلم کا شاہکار ہے۔ ان کا دَور (1801ء تا 1876ء) ہے۔ وہ کچھ عرصہ ملٹری کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ معروف ترک خطاط شفیق بے ان کے شاگرد تھے جنہیں بیت المقدس میں گنبدِ صخریٰ پر سورۂ یسین خطِ ثلث جلی میں لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔

مجلّہ معارفِ اسلامی کا زیرِ نظر شمارہ سیرت نمبر ہے لہٰذا اسی مناسبت سے اس میں حلیۂ شریف کے متعلق بیان اور مختلف انداز کے حلیہ ہائے سعادت کو طبع کر کے شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کو اس مخصوص انداز سے لکھنے اور بنانے سنوارنے کا عمل ایک عرصے سے جاری وساری رہا ہے۔ گذشتہ 40 برس میں مختلف کتبِ خطاطی، تذکرہ ہائے خطّاطین اور مختلف رسائل میں طبع شدہ حلیۂ شریف کو گاہے بگاہے دیکھنے کا موقع ملتا رہا اور اہل فن کے ایک بڑے طبقے کے کمالِ فن سے آگہی حاصل ہوتی رہی۔ 2006ء میں طبع ہونے والی ایک منفرد، عدیم النظیر اور معلومات افزا کتاب کو دیکھ کر نہایت مسرت آمیز حیرت ہوئی۔ اس کتاب کا نام ہی ''حلیۂ شریف'' ہے۔ اس کے مرتّب ڈاکٹر فاروق تشکیل اور باکمال ترک خطّاط ڈاکٹر حسین گوندوز ہیں۔ اس میں موضوع کی وضاحت اور رہنمائی کے لئے جو محققانہ علمی اور فنی معلومات دی گئی ہیں اس کا تقاضا ہے کہ اسے اُردو زبان میں بھی سامنے لایا جائے تاکہ معزز اساتذہ اور سکالرز کے ساتھ عام اہل علم وفن بھی اپنے اسلامی فنی ورثے کو اس پہلو سے آگاہ ہو سکیں۔ اس کتاب کا تمام مضمون بیک وقت ترکی اور انگریزی زبان میں دیا گیا ہے۔ اس

کتاب سے ہم نے سرِاوراق کے علاوہ حلیہ شریف کے چھ مختلف نمونوں کا انتخاب کیا ہے اور زیرِ نظر شمارے میں محترم مؤلفین اور ناشرین کے شکریے کے ساتھ شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں ایک سے بڑھ کر ایک فن پارہ موجود ہے لیکن ان چھ نمونوں کا انتخاب اختلافِ تنوّع کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

حلیۂ شریف کو سجا بنا کر لکھنے کی روایت کی عمر اب کم و بیش ڈھائی سو برس ہو چکی ہے۔ مذکورہ کتاب میں تمام تر ترک خطّاطوں ہی کو شامل کیا گیا۔ کچھ اہلِ فن اور قدر شناس محققین ہی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حلیہ شریف کے ایک ایک نمونے کی تیاری میں کس قدر خونِ جگر اور نورِ بصر کی آمیزش ہوتی ہے۔ خطاطی، نقاشی، تذھیب، صحتِ لفظی اور پیش کش کا نظارہ اہلِ ذوق اور خطّاطوں کے لئے جنتِ نگاہ ہے۔ اس میں عموماً دو تین لوگ مختلف مراحل میں نقاشی اور تذھیب کے عمل سے خطاطی کو مزین کرتے ہیں۔ ایک فن پارے کے پس منظر میں کتنے ہی عشروں کا تجربہ، مشق، مطالعہ اور دقتِ نظر موجود ہوتی ہے لیکن تعجب انگیز اور قابلِ رشک امر یہ ہے کہ ترکی کے بعض خطّاطوں نے پانچ سات تک مختلف انداز کے حلیۂ نبوی تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس قدر تھکا دینے والی محنت اور باریک بینی صرف عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آسان ہو جاتی ہے۔ دُنیا بھر کے اساتذہ فنِ خطاطی اور بالخصوص ترک اساتذہ فن کا مشترک وصف حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

حلیۂ شریف/حلیۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم/حلیۂ سعادت کی روایت کو زندہ رکھنے کی خاطر 2007ء میں متحدہ عرب امارات میں حلیۂ شریف کو لکھنے کا ایک مقابلہ کا اہتمام کیا گیا جس میں بہت سے اسلامی ممالک کے فنکاروں نے بھرپور حصہ لیا اور اپنے اپنے فن کا جوہر دکھائے۔

ثقافتِ اسلامی اور اسلامی تاریخی ورثے کی حفاظت کے لئے 1975ء کے آس پاس استنبول میں IRCICA کے نام سے OIC کے زیرِ نگرانی ایک ادارہ قائم ہوا۔ اس ادارے نے مسلم ممالک کے علوم و فنون، روایات اور ثقافت کے تحفظ میں گرانقدر کردار ادا کیا اور نہایت سنجیدہ کوششیں کیں۔ خصوصاً خطاطی کے حوالے سے اس ادارے کے زیرِ اہتمام 1980ء سے آج تک (ہر تین سال بعد) سات بین الاقوامی مقابلے منعقد ہو چکے ہیں اور آٹھواں مقابلہ آج کل انعقاد پذیر ہے۔ اس ادارے کے روحِ رواں ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلو رہے جو ادارے کے ڈائریکٹر جنرل تھے اور اِس وقت تنظیم عالم اسلامی (OIC) کے سیکریٹری جنرل ہیں۔ اس ادارے کی کوششوں سے فنِ خطاطی کو عالمی سطح پر ایسا عروج اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے کہ ایک صدی تک اس کے اثرات قائم رہیں گے۔

خطاطی کے ان مقابلوں سے یہ بات سامنے آئی کہ اقلیم خط کی لیڈر شپ آج بھی ترکوں کے پاس ہے۔ دوسرے درجے پر شام کا مقام نظر آتا ہے۔ اس کے بعد عراق، مصر، اُردن، فلسطین، سعودی عرب اور متحدہ عرب ہیں ساتھ ہی مغرب میں مراکش، لیبیا، الجزائر اور مشرق میں ایران، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا کے خطاطوں نے بھی اپنا نام درج کرایا۔ قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ گذشتہ 25 برس میں عالمی مقابلوں میں (جواب ترکی کے علاوہ

متحدہ عرب امارات، الجزائر، ایران اور پاکستان میں بھی دو منعقد ہو چکے ہیں) کم و بیش دس پاکستانی خطاطوں نے بھی اپنے فن کو منوایا اور متعدد انعامات حاصل کیے۔ قابل رشک امر یہ ہے کہ ایک عرصہ سے حرم نبوی کی توسیع کے دوران میں خطّاطی کے فرائض انجام دینے والے کوئی اور نہیں بلکہ ہمارے پاکستان کے شفیق الزمان ہیں اور دوسری طرف حرم مکی میں خطاطی کے جوہر دکھانے والے بنگلہ دیش کے مختار مفیض الرحمٰن ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں فن خطاطی قطعاً زوال پذیر نہیں بلکہ نہایت تیزی سے معیار اور فن کے امکانات کے میدان فتح ہو رہے ہیں۔ اطلاعات کی تیز رفتاری اور وسیع ترین عالمی پھیلاؤ رکھنے والی ترقی کی وجہ سے اب پاکستان کے تازہ واردانِ فن گذشتہ زمانوں کے تمام فنی ورثے اور اس کی ترقی کے مراحل پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ان کی مزید خوش قسمتی یہ ہے کہ 1950ء سے 2007ء تک کے دَور میں پاکستان کے دو عظیم اساتذۂ فن استاد گرامی حافظ محمد یوسف سدیدی رحمہ اللہ (1927ء۔1986ء) نے اوّلاً اور سید انور حسین نفیس رقم رحمہ اللہ (1933ء۔2007ء) نے ثانیاً اس فن کے لئے ایک مضبوط بنیاد فراہم کر دی تھی جس سے پاکستان میں ترکی، عربی ایرانی اور تمام دُنیائے خطاطی کے عالمی معیار کا کام پہلے سے متعارف اور رائج ہو چکا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں خطاطی کے فن شناس اور سرپرست بہت ہی کم ہیں لیکن دُنیا بھر میں ایسا نہیں۔ اب ہمارے نوجوان فن کار خطاطی کی عالمی مارکیٹ میں اپنی جگہ اور مقام بنانے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور معیار کے حوالے سے دُنیا کے بہترین فنکاروں کے کام کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ وطن عزیز کے معاملات رُوبہ اصلاح ہوتے ہی اس گم گشتہ شعبے اور ایسے ہی دوسرے مشرقی علوم میں تحقیقی اور علمی کام شروع ہو جائے گا اور IRCICA کی طرز پر قوی سطح کے ادارے وجود میں آئیں گے۔

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

1- فن الخط، ڈاکٹر مصطفیٰ اوغور درمان، (استنبول)۔

2- حلیۂ شریف، ڈاکٹر فاروق شکیل/ ڈاکٹر حسین گوندوز، (استنبول)۔

3- روح الخط العربی، کامل البابا، بیروت۔

4- تاریخ خط و خطاطیں، پروفیسر سید محمد سلیم، کراچی۔

5- تذکرۂ خطاطین، محمد راشد شیخ، کراچی۔

6- اسلامی خطاطی، ڈاکٹر عبداللہ چغتائی، لاہور۔

7- یازیا جرش، ڈاکٹر محمد خسرو سباسی، ترکی۔

8- سون خطاطلر، محمود کمال انیال، ترکی۔

9- خصائل نبوی شرح شمائلِ ترمذی، مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، لاہور۔